رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳
REGISTERED NO. A.-788



M. H. Khan Artist

مشاہد المطابع پریس لکھنؤ میں [illegible] باہتمام [illegible] چھپ کر شائع ہوا ... Lucknow
قیمت فی پرچہ ۳ر

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد وضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہر حال پیشگی لیجاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈماسٹر یا پرنسپل صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی للعمہ سالانہ قیمت لیجائے گی یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ ڈاک کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ یاد رہن کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتون سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اُسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونہ کا آپ کو ملے اُس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچہ میں آپکے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچے کے مضامین آپکے مذاق کے موافق معلوم ہوں تو تین مہینے کے بعد مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ والخیر خیر السلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی غریبی سے قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو اُنھیں لازم ہے کہ کچھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کرا لیں۔ ہم ان کی کوشش سے فائدہ اُٹھائیں۔ مذہب یا ہمدردی یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف تہذیب ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں اور راستہ میں گاؤ گم ہو جاتا ہے لیکن پیشتر ہوتا ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت ہونے کے عقب میں پانچ چار عتاب نامے منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے روبرو جانے پر نیاز مند منیجر خود نہیں پہنچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے لیکن اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اسکا جواب نہ آیا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کیجاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں منیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے اُنکے متعلق جملہ خط وکتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔

(۹) جو مضامین اودھ پنچ کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شایع نہونگے اور اُنکی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین ہمیشہ خوشخط ہوں کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی حیثیت کسی شخص یا قوم کی تنقیص ان میں نہو فقط

نوٹ

ہر حضرات خریداران انھیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ ان کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

• لطف
جریانات ما مجرب تکیہ
طبیب شاہی کا حال اور
میں حکیم صاحب
جلد دور ہو شفا ورد
سے تیار کرتے تھے
خاص میں ایک ہی
خوراک جانیے اور
کیجیے۔ اگر کارآمد ہو
ورنہ مفت لکھو
کیجیے۔ قیمت فی
ہر ماہ ایک روپیہ
سید قاسم صاحب
دفتر اخبار اودھ

• لطف سیوہ کے استعمال کا بہترین زمانہ موسم سرما ہے مفصل اشتہار صفحہ ۲۲ و ۱۱ کے درمیانی چٹھی میں ملاحظہ ہو۔

مضامین

جلد ۱۳ نمبر ۵

(مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۲۸ء)

غزل

جیب میں تیرا ہے پنجے ڈالے چبائے کیجیے
قیس صحرا کو چلا ہے غم بھلانے کے لیے

خون ہو لے گا نہ اسکے بیچ جانے کا ذرا غم
آدمی آنے کے لیے ہے وہ پچھتانے کے لیے

جب کبھی وحشی کا پنجہ تو لگا لیتا ہوں میں
وحشت رنجور آتی ہے بھگا سنانے کے لیے

آ دیکھنے کی ہے امید شاید قیس کر
بھر رہا ہے آج پانی وہ نہانے کے لیے

کر رہے شب سے جس تنگ کا حال ہے کافی نہیں
وہ ورق کو رنج کے ایسے سنانے کے لیے

بڑے لکھنؤ یونیورسٹی میں بعید و
قصہ غم جب گئے انکو سنانے کے لیے

بے سنوں اور تجھ سب خفاش چھاپا نیچ آہ
پھیکا ہو رہا نہ پانی لکھانے کے لیے

راقم خفاش کراری

اے نرگس!

بیٹھ جو نرگس کی طرح گزرا کہ دیکھ رہا ہوں کی
عیش پرستی دیکھ رہا ہے اور بیچ پچھوڑ دیا ہو گیا

اے نرگس شوخ چشم عطار	تیرو تیر جا پہ ہا است تو
تا کے بیا سے عکس سرگرم	تا چند کسی تو لیش مزدور
در طرف چمن لطیفہ و ساز	استادہ پہ پاست مخمور
بگرفتہ بدست جام زرین	بے پردہ بہ پاست تا بہ سر نور
با عیش طرب جامہ تو سبک	در حضرت شرم نا نما دور
لب بہ خبری از خوشی و سرگرم	الالہ رخان تو حسرت دستور
ہر روز نظارہ تا کہ ست	تا چند تھی جا دو فکر سے ہو
ہر شب تجلی جرم رندان	بے پہ بہو دی تو خمار سر ہو

آراستہ بزم از رخ تست	خوبان ہمہ نا ظر تو منظور
لیکن تو گمان مبر کہ ہستی	بر پارہ عیش کردہ منشور
نرمی ہمہ درین زمانہ	این نکتہ بجو زو عقل مستور
ہر جا کہ دو بر جام خمست	با دوست بہ راز خوش زتو دور
بنگر بجو آن کہ تر سو آخر	گردی ہمہ اے نفس مغرور
آئینہ تو فروزان زحسن نرگس	تعلیم کن کہ ہست معذور
روشن ترا این اگر گوئی	ز سر کہ شور چگانہ مشہور

شیرین ترا این نئی آوان گفت

وقت ہے آن این نئی آوان سخت

ا ے ہ دلدار گاہ

ہمیوں مجبور ہوئے جاب

میاں لبھا ہی نے بل کا ندے سے اتار کر ایک کونے میں رکھا پھاوڑہ دوسرے کونے میں ڈالا زمیندار کے سامنے ہاتھ جوڑ کے کھڑے ہوئے اور بے زبان سمجھانی فرمانے لگے بہو پر اب حساب کتا دیا اب ہم لگیا یہاں کام کاج نہ کرب۔

زمیندار صاحب بھونچک ہو کر دیکھنے لگے۔ بار بار پوچھا کہ بھائی آخر وجہ کیا ہے۔ بے موجب جہت علت غرض غایت۔ کچھ تو کہہ تیری رگ ٹیڑھی کیوں ہو گئی۔ کسی نے کچھ کہا سنا مارا پیٹا۔ تنخواہ چڑھ گئی۔ بیمار ہو گیا۔ گھر سے کوئی بری خبر آئی۔ لبھا ہی نہ کرے گا تو کیا کرے گا ؟

مگر لبھا جی یہی کہتا رہا۔ ہمار حساب لگے رہو۔ آپ جانیے خاطر دارات کی بھی حد ہوتی ہے۔ کام کا آدمی کا یوں بغیر تنبیہ و رنگ بیا چ بدون حسبیہ نوٹس دیے استعفا دینا۔ پھر عین بوائی کے وقت۔ زمیندار کو تپا یا غصہ آ گیا انھوں نے اپنے ہاتھ کے طول اور پنجے کے عرض کا جوتا سنبھالا اور کہنے لگے بتا تو وہ کیوں جائے گا۔ کہاں جائے گا۔ سرتائی چڑھی ہے۔ چربی بڑھی ہے۔ سنی لگے ہیں۔

طرفین کا رنگ فرق تھا۔ لبھا ہی صاحب نے دانت نکال دیے۔ صاحب اب صاف صاف بات (صاف) بتائے دیتے ہیں۔ منسٹر سرکار سے سوچ دو ہے

تنگ ہمارا دیہات کی زمین و ریت سرا وہ سب ہمارے تکس جاتے ہیں۔ تو سے دوسرے سے ہم پچھلا زمان پچکا لگا کہ ہم ہیں مٹی کا آدمی ہی ہمارا ہی ماں کھا لی کھولی ٹھاٹھی ٹھاٹھین ہے اور کا دھرا ہے ؟

زمیندار۔ اچھا تو پھر ؟

لبھا ہی۔ پھر کہہ نا ہمیں ہم ہون مجبور (منسٹر شپ) ہونے جاب ؟

(زمیندار صاحب ہنسے اور بچے چکے وہ چار شفقت کے ہاتھ جاوا کے طالب تعلیم ہوئے۔ منسٹر شپ کا جون معمولی چیز نہیں۔ پھر ایک ان پڑھ جاہل ہو کی الٹی کھوپڑی میں اس عہدت کا سمانا خالی از علت نہیں ہو سکتا۔

زمیندار۔ ابے تو اور منسٹرشپ۔ یہ منہ اور مسالا۔ کچھ بھنگ تو نہیں کھائی ہے ؟

لبھا ہی۔ ہجور۔ بھانگ وانگ کچھ ناہیں۔ کا ناہی کے دیکھا نام کرنے کا ون گا ون آسمان آنکھ لگی ہجور بیج ہیں۔ کوئی تمبرا (نمبر گیا) آئے۔ کوئی گری آئے ایگو (ایک) ہی سا رہ نہ پڑھا نہ لکھا اس بیٹھ کے کہا گیا فیصلہ کرت ہے تو ہجور جیسے منسٹر شپ ؟

زمیندار۔ اچھا تو یہ کہو۔ پنچایت کے پنچ بنا چاہتے ہو۔ ابے وہ منسٹرشپ نہیں ہے۔ بھا پنچایت کے پنچ میں رکھا ہی کیا ہے۔ جو تیرے پنچ کو کھاؤ گے کیا ؟

لبھا ہی۔ ہاں ہاں سر پنچ ہیں کے ہم ہون مجبور۔ ارے اور صاحب ہمیں بھا منے کا ذمے کی بات ہے۔ دیکھو صاحب تم تو سمجھے ہاں رہا سجات ہو۔ وزری میں خدمت کرنے لگے ہیں۔ ہمیں (جوتا) ہاتھ سے رکھ دیو۔ تو ہم کہی۔ پنچ بنے ان دیس بجا ہے۔ آگے دہنی کر گاؤں ماں حکومت جمہوری ہے۔ گاؤں کے موٹا موٹ منی آپن نمبر (نزدیک) آنے کے چودھری دست اکرت ہیں۔ جن کے ادارہ (مقدمہ) ناک کی چوٹ ہے اور سار نمبر (ندر) بھینٹ گورنس (دعوت) ریت ہے۔ اور سب سے نیک بات تو یہ ہے آگی جون منسٹر ہیں دست انکو (ان کا) رسنائی بھی انگریزان اور لگین جیل سامنے بند کے حیالات (حوالات)

زمیندار۔ اچھا تو۔ لا منی سے یہ اور سے دینا۔

جانتے ہو گھوگس (رشوت) لینے والے کے آگے کے ہاتھ پیچھے ہوتے ہیں۔

لمواما:- گھگا کہ ز یا گنگا کی قسم، ہوں گھوگس لیت ہے ایکو کیرا نہیں جات۔ پہچنہاں گھوگس۔ تھانا ماں گھوگس ریل کے کار کنانہ ماں دفتر ماں گھوگس۔ بجٹرن کی جاداری (متروں) کی بھیدہ ی ماں گھوگس صاحب کی اردلی ماں گھوگس۔ کون کا ت ہے ہی ماں (جس میں) گھوگس نا ہیں؟ پنچایت ماں گھوگس چلت ہے۔ ارے دیکھو دہی سیان کا ناؤں ہے۔ بیٹھے اوں ہے تو ماں نا ہیں آوت۔ ارے اوئی صاحب جون کی کریا کرلانے اہیں۔ کوکری گلم بادہ کرت ہیں۔ اگلہ اماں (جس میں) کیچار ہا جھپا ولوگ ہو۔ ستھرا پھرے (بیچ) تھے سو سو سیراں تری دستری الیس ہواس عرصہ انہ ا یہ پنشلا کرت ہیں۔ دہی دہی جیکے نواسے (زیرو) ہی ہو کھولا کا بیدا دوشت (وہ) ہو جیسے ؟ رہپانا ؟ کرنا ہیں۔

زمیندار:- ارے تو پہلیاں بجھاتا ہے۔ ہوگے کوئی ستھرے پھر ان کے حال سے کیا مطلب ؟

لمواما:- اوں ہم ان ددو بھی کیا بھریں ؟

زمیندار:- ہندو ہیں کہ مسلمان ؟

لمواما:- صاحب جو گھوگس لیت ہے اوکا دھرم گھوگس ہے۔ او سسرے ہندو نہ مسلمان شکر شاں

زمیندار:- اچھا پھر ؟

لمواما:- او جو گھوگس لیت ہیں۔ تہمن سبھی سے عداوت بھی۔ جبت پنچائت ماں دوی کراسنگا دو سری دو سرے لوگ (بھاگے) جانے کا بات ان سے ڈرتے ہیں۔ کوڑ کا چوری ماں پھنسائے دیتے ہیں کو نوے کڑ جی نکا ادھرضی مقدمہ پیدا ہوت لگا سے لیت ہیں۔ اب کا کسی کون کرن چاہت ہے۔ سرکار تم جون بجٹرن جاو۔ پھر تو زمینداری۔ چھوڑ کے کتے دیکھ کے ہم جہاں بڑے صاحب پھر جائے گے اور جی (عرضی) دیں ماں دئی ۔

سنائی مشغول تھی۔ اچھا جب اس پنچائتی انجیر اچھی طرح واقف ہیں۔ خواہ مخواہ کی حکومت کا بھی ایک بھلا ہوگا ذریعہ ہے۔ زمیندار صاحب بین جب

نظر آئے : نہیں سر کھانا پڑا کہ حضرت یہ کیا ہی بلا ہے اور جیل ہے بالکل پاک ہے حقیقت یہی ہے جو بیا تا ہوا کہتا ہے خدا ہندوستان غریب کی جان پر رحم کرے تھے۔ سیاب سلاو منا کیے جاتے ہیں یہ سب اس کی جان کا جنجال اور گردن کا پھندا ہو جاتے ہیں ہے دادی جیل ریٹ آنا ڈی منصب آنا ڈی اسسٹنٹ کلکٹر ایسے بنائے گئے کہ معارت میں کی جو کچھ یہاں کے سر سے بہم کا رسی بدتے ۔ زمانے پر زیادہ ہا شعور کا بوجو دیتے ہے مغربی اہل معاشرہ دولت کی صحبت سے بہیں۔ اسی طرح کونسلیں بنائی گئیں کہ جنھیں فرخ وصول قانون کا سامنا اہل منتخب کرنا چے ضرورت کے موافق قانون میں اصلاح و ترمیم ہو سکے۔ سہولت کے ساتھ تصفیے طے ہوں۔ بلا تو اقتباس پنچایت کا دستور ۔ سرکاری نوعیت کا پچھلا کام ۔ واقف حال پنچوں کا وجود مگر اپنی پنچ کی طرات بیچا کا اصلی دنیب ہے۔ گویا مہر ایک جیت زحمت نظر آرہی ہے خود کہ پنچایت کا فیصلہ اپیل نظر ثانی نگرانی کا جھول نہیں پاتا۔ رنجش کی دادرسی فریاد انہ عار بیٹھے کا ۔ یہ کام حکومت کا نہیں۔ سچ پوچھیے تو آباری کی بزدلی اور خود غرضی اس کی ذمہ دار ہے۔

مولانا شیخ خدا کے واسطے کوئی راہ ایسی نکالیے کہ دیہاتی بھائی بھی خواب غفلت سے بیدار ہوں۔ شہریوں کی طرح وہ لوگ فقرہ دام حیلہ جو نہیں ہیں ان میں محنت و مشقت سے روزی کمانے کی روح ابھی موجود ہے۔ جھوٹ اور فریب بہت کم ہے۔ اگر ان کے خیالات و اخلاق کی اصلاح کی جائے تو ابھی وقت ہے زیادہ وقت ہو گی۔ خدا نہ کرے جو مرض پختہ ہو جائے۔

اور ان لوگوں کا یہ خیال کہ جتنے عہدے ہیں خواہ اجری ہوں یا صنعت کے سب کمائی کا ذریعہ ہیں بڑھتا جاتا ہے۔ جھوٹے پنے کی خواہش ایسے پیدا نہیں ہوئی کہ قوم کی خدمت کرینگے مظلوموں کی دادرسی کرینگے۔ ظالموں کو سزا دینگے۔ کسی جہنم کا یہ سبب لوگوں کو پسند آتا ہے کہ کیا دینگا

دہیں نگی کی ہے۔ کیا معلوم کی تاک جدید ڈی ہے۔ کیا رشوت لے کے گھر بھرا ہے۔

سنا آپ نے۔ لیے مولانا شیخ ہم جہاں گھر گھر رکھ کے جات ہیں بڑے صاحب کے تیرہ ماجرا بنائے دیو ہم ہوں کا نمبر۔ رام تمہارا بھلا کرے اب ہم کا بجو دکا نذر ہے کہوا دمگر اے تمہیں جاو" چار حساب مکتہ روپ۔

راقم ــــــ

نقدالنقد

حضرت! ایک مدت سے خوان یہ اتحا ستم کہ جتنا بھی تصنیفوں پر ریویو کرتے ناجائز ہے آپ کا ڈکو گرد تا نہیں۔ جسکو دیکھیے یہی دیکھ کے گلال ایسا گا کی طرح بچھالیتا ہے یہی بات کہنے پر ہمارا دل میں گھوٹتا اور نہ کسی کے گال پھلانے ہے ایسا نصب کی رخسار پر خدا نخواستہ ورم کا حلہ ہوتا ہے گر وہ اثر وہ کڑے تیر پڑتے ہیں کہ ان کی جگہ پر وزنی ہیں ان پر سے قربان۔

خیر اب تو سر پر آ بنی بڑی جھیلیں گے۔

(۱) تاریخ عجیب۔ منشی خیر محمد صاحب امین حامی حافظ رحیم بخش کا کوری کی مجھلی سی تالیف ہے۔ حضرت سلمان فارسی صحابی خاص حضرت رسالت پناہی کا مختصر حال یہیں لکھا گیا ہے مگر اتنے ہی حصہ پر قناعت کی گئی جتنا کہ رسالہ میں ہے۔ رسالہ ایک مختصر یادداشت ہے جسکے مصنف نے دریا کو زے میں بند کرنے کی سعی کی ہے۔ سلمان ایک جلیل القدر بزرگ تھے ان کا حال جستہ جستہ کتب سیر میں موجود ہے اگر زحمت گوارا کرتے تو ہمارے ہوری خیر محمد صاحب آسانی کے ساتھ ایک سوانح عمری ضخیم جلد لکھ سکتے تھے مگر انھوں نے ناقص اور دیگر نتائج اخلاقی و شری پر زیادہ توجہ کی ہے خیر یہ بھی غنیمت ہے ہر قیمت ہے جو شخص جو صفحہ کا مجموعہ ہے ایسا یہ خیر محمد صاحب سے آدابِ لکھنؤ سے مل سکتی ہے۔

(۲) مادر ہند جلد اول - مس کیتھرائن میو کا ناول
جو ہندوستان کے متعلق مرتب ہوکر صورت انجام ہوا
اردو میں پرشوتم ... علی گڑھ سے [illegible] مرتب
ہو کر شائع ہوگیا۔ کتاب مادر ہند [illegible] کا اچھا
ہے اس لحاظ سے اگر جناب مترجم کا اسم گرامی [illegible]
... زیادہ تحریر کی ضرورت نہیں۔ مطلب
خواب ہے جو لوگ [illegible] نہیں جانتے وہ آسانی
اس بیہودہ صورت کی ناکام اور بعض مقامات پر
واہیات تفتیش ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

کتاب شیطان کی آنت ہے اور اکثر مقامات
قابل ... وقت [illegible] مترجم صاحب کو [illegible]
مس کیتھرائن میو [illegible]
میں پبلک صحت [illegible] اور [illegible]
[illegible] ہو گئے آ [illegible]
سے ہر جگہ [illegible] ضرورت بھی [illegible]
ہیں۔ [illegible] سے یہ کام نہیں رہیں۔

بہرحال اصل کتاب بہت مشہور ہے اور [illegible]
والے ملک کے رنگین [illegible] بھی خوب ہے چھپائی
لکھائی کے ۲۰۰ صفحہ پر تمام ہوئی ہے۔ [illegible]
ادریس صاحب نے ایک مختصر مقدمہ بھی شروع میں
لکھا ہے۔ زبان آسان ہے۔ [illegible] معلوم
[illegible] علی گڑھ سے طلب کیجئے۔

---

(۳) انسانہ جلد ۵ نمبر (۱) مشہور [illegible] ہے
کانپور سے نکلا ہے۔ [illegible] صاحب [illegible]
اسکے اڈیٹر ہیں جس پر [illegible] کے ساتھ [illegible]
رسالہ جاری رکھا انھیں کا دل گردہ ہے۔ [illegible]
[illegible] کی عمر بھی دس سال ہے۔ [illegible]
[illegible] آباد [illegible] جسکی عمر ۱۵ سال ہے
[illegible] نوجوانی میں [illegible]
کے بعد [illegible] کی شادی کرنے کی
[illegible] رکھتا ہے۔

[illegible] ایک رنگین تصویر [illegible]
[illegible] کے تخیل کی صورت گری
کی ہے مگر [illegible] کے زمانے سے بھی

کچھ ادھر کا بنا ہوا ہے ... عاشق رنگا [illegible]
ہیں دونوں کی آنکھوں پر مستی کا اثر ہے۔ مگر دونوں
[illegible] اگر ایک کے ہاتھ میں [illegible]
[illegible] کے مونث [illegible] لگا ہے تو
معلوم ہوتا کہ شاعر کون ہے اور شاعری [illegible]
[illegible] والے ہاتھوں میں [illegible] ہے اور [illegible]
[illegible] والے شاعر کے ہاتھ میں [illegible]
[illegible] گلاب کے پھول کی
صورت اختیار کر کے [illegible]
طرح [illegible] ہے۔ [illegible] کے زمانے میں [illegible]
عذاب نازل ہوا تھا جس [illegible]
[illegible] یہاں خراب پھول ہیں کے
[illegible] کے رہ گئے [illegible]
ہیں لیکن [illegible] اور باعتبار صورت گری
[illegible] ہے۔ کسی بھونے [illegible]
والے آوارہ [illegible] ایک مصرعہ کہا تھا

سید برادران کا ڈیفنس فنڈ
برادران ملت کے سامنے چند معروضات

جناب من تسلیم!

[illegible]

والسلام

آپکا خادم:- غلام [illegible] خادم [illegible] لاہور

اُڑتی ہے خراب پھول بنکر

غالباً مسعود کے خیال کا ماخذ یہی بیہودہ مصرعہ ہے
اس تصویر کے بعد ... [illegible] ادبی نثر
مضمون ہیں یہ مضامین بیجا نہیں ہیں۔ [illegible]
کے عنوان سے پنڈت [illegible] صاحب [illegible]
[illegible] کا مضمون قابل توجہ ہے۔ آپ متعصب
ہندوؤں کو سنسکرت کے غیر مانوس الفاظ کے سبب
مسلمانوں کو عربی کے [illegible] عبارت میں
[illegible] سے اجتناب کرنے کی نصیحت کرتے ہیں
۴۶ سے عنوان [illegible] ایک ڈرامہ شروع ہوتا ہے
اسکا [illegible] حصہ ہم نے نہیں دیکھا۔ یہ ڈرامہ [illegible]
حیثیت نہیں رکھتا۔ خیالات زیادہ تر [illegible]
سے ماخوذ ہیں جنہیں شعرا نے زبان حال [illegible]
[illegible] ہے کہ امام حسین کی بیکسی [illegible]
نامی ایک ہندو بچا [illegible] رفقا کے ساتھ
مظلوم گروہ کی امانت پر آمادہ ہوئے [illegible]
ان کو بھی تلوار کے گھاٹ اتارا۔ یہ تخیل [illegible] امام
حسین کے اس قول سے ماخوذ ہے جو لڑائی کے
آخری وقت آپ کی زبان پر بطور اتمام حجت جاری ہوا

[illegible] ایکٹ نمبر ۳ [illegible]

[illegible]

عدالت [illegible] جعفر حسین صاحب [illegible]
مقدمہ [illegible] نمبر ۳ [illegible]
[illegible] سائل
بنام
[illegible] فریق ثانی۔
درخواست [illegible] ایکٹ نمبر [illegible]
[illegible] فروری [illegible]
[illegible]
[illegible] فروری [illegible] قرار دیا گیا
[illegible] ہے کہ [illegible] سے
[illegible] سال [illegible] کرے
دستخط [illegible] مہر عدالت

اگر تم اپنے نبی کے فرزند سے بیزار ہو تو اے پھر (اور) وہ ہند کی جانب کوچ کر جائے؟

یہ خواہش پوری نہیں ہوئی لیکن ڈرامے کے مصنف نے علاوہ اہل بیت کی محبت کا نمونہ اس لیے پیش کیا ہے کہ اگر وہ تم میں وطن چھوڑ کے ہندوستان چلے آتے تو مسلمان ہندو ان کی حمایت میں کوتاہی نہ کرتے۔ ڈرامے کے مصنف کی نیت بخیر ہے اور جہاں کہیں حق سے شبہ ان کے نام پر بیجا اظہار کیا ہے۔ گو مسلمانوں کو ڈرامے کے شرعی جواز میں کلام ہے۔

بہرحال ’زمانہ‘ کا یہ نمبر خوبیوں سے خالی نہیں ہے۔ ڈاکٹر انصاری اور مرحوم حکیم اجمل خان کی تصویریں بھی اسمیں ہیں اور کئی نظم مضمون بھی ہیں جسے شوق ہو منگوا کے دیکھے پرچہ کی قیمت آٹھ آنے ہے۔

(۳) محسن اجرت ہمسر۔ دہلی پرچہ ہے خوبصورت لکھائی مختصر لطیفے سب اچھا رنگ ہے یا تصویریں معاشیہ برے نہیں ہیں۔ ایک ترکیب لوگوں نے یہ بھی خوب نکالی ہے کہ مضمون کہیں سے نقل کیا اور نیچے لکھ دیا ’ماخوذ‘ یہ ایک متعصبانہ تنگ ظرفی بلکہ عیاری ہے۔ کہ ’ماخوذ‘ لکھیے اور ’ماخذ‘ کا پتا نہ دیجیے۔ اے حضرت مضمون اگر اچھا تھا تو آپ نے اخذ کیوں کیا؟ اور اچھا ہے تو جس غریب نے محنت کی ہے یا جس نے مضمون اپنی کوشش سے حاصل کیا ہے اس کا نام کیوں نہیں لیتے؟ یہی نہ کہ اب جو اس پرانے مضمون کو آپ کے پرچے سے کوئی نقل کرے تو لکھ دے کہ ’محسن‘ سے یہ پھول چنے ہیں وہ یہ نہ لکھے گا کہ انہوں نے کہیں سے مضمون اڑایا تھا۔ پرچہ کی قیمت عہ سالانہ ہے۔ اسمیں ایک مضمون عروض پر مسلسل نکل رہا ہے۔ غالباً مفید ہوگا۔

(۵) ماہ نما ہمارا شریف پٹنہ۔ ہفتہ میں [illegible] اس صوبہ سے شائع ہوتا ہے جس کے اکثر اخبار [illegible]

اُردو کی صورت سے جلتے ہیں حالانکہ بولی اردو ہے۔ ان لوگوں کے بابت ہوتے ہیں کیا کلام ہے جو اپنے گھر میں قصہ دانی کو ترس جائیں مگر یہ بے پروا ہو کے ایک کھاتا رحمن ’بال‘ لیں۔ یہ پرچہ ضرور ادب کی طرف متوجہ ہے مسٹر شاہ خلیل الرحمن بی اے ایڈیٹر ہیں سالانہ چندہ عہ ہے۔ اُردو کے عاشق آجکل بہت رنگ میں ہیں جن کا عمل اس قول پر ہے۔ دنیا لینا کیسا محبت عجب چیز ہے۔ خدا کرے خالی خولی محبت جتانے والے سوکھی ساکھی تعریف کر کے ٹالنے والے اور صاحب قوم محسن ملت کا خطاب دے کے اپنا سہرا ایسا مضمون چھپوانے والے ہمدردوں کے علاوہ سے نقد خریدار مل جائیں کام چل نکلے۔

(۴) نیرنگ ریاست رامپور یوپی کا خاص نمبر نامہ مرشا ختگاً بسنت ۱ نمبر ہے۔ پچاس سو سے زیادہ صفحہ ہیں۔ مطلا رنگین سرورق پر حضرت غالب کی تصویر ہے اور جابجا دوسری تصویریں ہیں مثلاً جناب میر انیس مرحوم۔ مسٹر ابن احمد بی اے۔ سرکار خلیفہ ہارون الرشید عباسی۔ کمال الدولہ مصاحب دربار رامپور۔ چھکاکا، ریوا۔ دھولپور۔ دتیا۔ جیند۔ پٹیالا۔ مالیر کوٹلہ۔ گوالیار۔ پنا۔ سروری محمد نجم الغنی مصنف اخبار الصنادید مرے ہوؤں کا ذکر نہیں مگر جن زندہ حضرات کی تصویریں دی ہیں اُن کا تھوڑا بہت حال ضرور لکھ دینا تھا۔ خصوصاً وہ عجیب و غریب شخص جو تن تنہا اتنی ریاستوں کا مصاحب ہے۔ واللہ عجب دل گردہ ہے۔ ایک ہندوستانی رئیس کے نخرے کوشش سے اٹھا سکتے ہیں نہ کہ اتنے فرمانرواؤں کی صحبت کی مصاحبت؟ ان سے پوچھنا چاہیے کہ میاں تمہارے سینہ میں دل ہے یا سل؟ بے شک تم کمال الدولہ۔

تصاویر کے علاوہ ایک خوبی اور بھی ہے یعنی خوبصورت تحریروں کا عکس جس کے قلم سے [illegible] ادب [illegible] معلوم ہوتا ہے۔ [illegible]

کاغذ پر لکیروں کی کھینچی ہے۔ ایک خاص لذت [illegible] کے سامنے دل کو بھاتی ہے۔ پھر [illegible] انھیں حضرت کی ذات سے مخصوص نہیں جو جگی لیاقت اور [illegible] کی بنا پر [illegible] وہ کام کی بات کہتے اور [illegible] علمی خدمتیں انجام دیتے ہیں اسی وجہ سے [illegible] نمبر [illegible] ہوا ایک ’نیرنگ‘ زلیخا ’’مجموعہ نیرنگ‘‘ ہے۔

اب رہے مضامین تو وہ اچھے بھی ہیں اور بھرتی کے بھی ہیں۔ ہم نے جو افسانے لکھنے کا دستور آجکل عام ہے وہ کون ہے جسے وہ چار چٹکلے یاد ہوں۔ ان چٹکلوں کو [illegible] دوران میں ہے مزہ [illegible] آبادی کے ساتھ کیا کہے نہیں آتا۔ لہٰذا خدا کے فضل سے انشا پردازی کی دھوم ہوتی ہے کہ اللہ تیری پناہ۔

پھر بھی ایڈیٹر صاحب کی محنت اور تلاش داد کے قابل ہے جنھوں نے چند مقالوں کے علاوہ [illegible] تفصیل اجمال کی مہلت نہیں مختصر یہ کہ [illegible] تحسین کے مستحق مضامین کا قحط ہے۔ اور اس مجموعہ مضامین میں کئی چیزیں قابل توجہ ہیں لہٰذا [illegible] کو تکمیل نہ کرنا چاہیے۔ یہ کہیے کہ رامپور وہ مقام ہے جس نے نواب کلب علی خان کے بعد پھر کبھی اہل کمال کو منہ نہیں لگایا۔ [illegible] چھوڑ گئے ہیں ان کو [illegible] دعا [illegible] البتہ [illegible] سایۂ دولت [illegible] کوئی عمدہ تصنیف ریاست رامپور سے شائع نہیں ہوئی۔ رئیسوں کے سالانہ انعام کی رقم کا بیشتر حصہ [illegible] علم اور اہل علم کی پرورش میں صرف نہیں ہوتا ایسے مقام پر یہ ’نیرنگ‘ نکالنا ایک جرأت ہے۔ خاص نمبر کی قیمت عہ ہے۔ چھپائی لکھائی کاغذ عمدہ ہے۔

ہم نے رسالہ اس ارادے سے [illegible] کر [illegible] گروہ [illegible] چھوٹ گیا



امتحان محبت

کہے گا کون تم سے عزیز اپنی جان کو
بدنام ہو گئے جانے بھی دو امتحان کو

حکومت:- میری بیرو کو لیاں کون۔ کنویں میں جانے کون؟ آ ڈ۔ آ ڈ۔

انڈیا جان:- ارے [illegible] کے ساتھ؟ [illegible] صاحب! ہم کالی تم گورے [illegible]

صدر:- اوہنہ! اچھا تم گورو یا شاہ کو دو۔ ہم ضرور کودے گا۔

جس طرح مسٹر چرچ ہال کے ہاتھ سے بھرے جلسے میں سر راسل بلیکٹ کے سر پر قلمدان ۔ اتفاقی ہتھا ۔ (صفحہ ۱۱۰) کھل گیا ۔ سیاہ زمین پر کچھ سفید سفید نکتے دکھائی دیئے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا ستاروں کی بستی ہے ۔ یہ وہ ہے کہ لیہ لا کبھی ستاروں کی بستی کی سیر کی تھی ۔ یہ بستی ہے مولانا پنچ کی دیکھا ہمارا کل اگر ہے تو یہیں نہیں تو آپ بھی سیر کیجیے ۔

مطلع عرض ہے ؂

شراب نور میں ڈوبی ہوئی تاروں کی بستی ہے
قمر پاروں کی بستی ہے

بہشت حسن کے گہرے ہوئے باروں کی بستی ہے
زر نگر باروں کی بستی ہے ۔

استعارہ کی ایک قسم جدید ہے استعارہ خواہ مخواہ ۔ شراب نور اور بہشت حسن دونوں استعارے اسی خواہ مخواہ کے بچے ہیں ۔ بستی بستی آبادی شراب میں ڈوبی ہو کر رہتا ہوں ۔ شراب بھی پی ہو اب مرنے کے لیے خصوصاً نور کی شراب ۔ علے ہذا القیاس بہشت حسن میں بار و اگا کرتے ہیں اور آگ کے گھر جاتے ہیں ۔ تارے ہو جاتے ہیں تک باروں کے جاتی قریار سے اور ہار ہو جاتے ہیں گلزار ۔ دوسرا شعر عروس قدرت اک نادر زیبو میں ہوگی حسین نازنین ہوگی ۔

یہ ایسے قصر رنگین کے نگینوں کی بستی ہے
طلسم باروں کی بستی ہے ۔

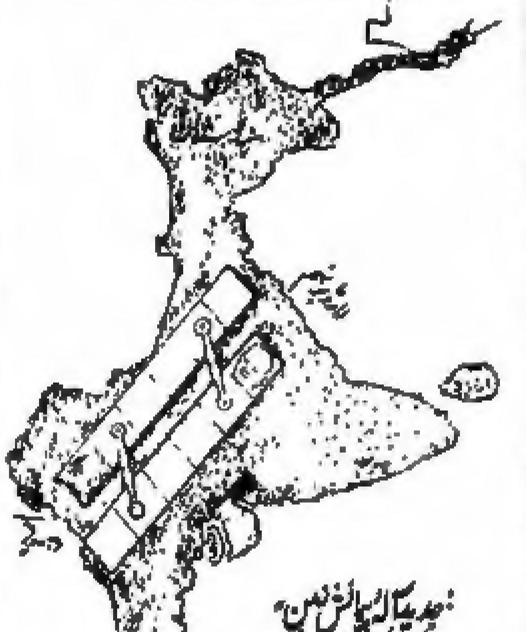
دیار کہکشاں کے شوخ ستاروں کی بستی ہے ۔
طرحداروں کی بستی ہے ۔

قمر کی تاج پوشی نے ہوتی ہے وہ روشنی کا عطف ہی جو تھا شعر اور آخری شعر ؂

فضاؤں میں مقدس ستیاں سی چھائی جاتی ہیں ۔
ہوا میں ۔ مسکراتی ہیں ۔

خرابات الکیت کے سرشاروں کی بستی ہے
پری خواروں کی بستی ہے ۔

آج تک یہ نہ معلوم ہوا کہ فضاؤں میں سیکڑوں تک مستیاں کیونکر ابر کی طرح چھا جاتی ہیں ۔ فضاؤ



جدید پاکستانی نقشہ
(جیل ہوئے سکے ناک ٹون ۔ فقرہ تو یہی ہے)

خود ہی عالم پر چھائی ہوئی ہے ۔ خیر وہ چھا جائے یا نہ چھائے مگر اول آخر نسبت ماورد استعارہ لغو تماشائے خرابات الکیت کے بعد بیکار رہا ۔ ان خرابات ہم قائل ہوگئے ۔

بندہ " ادب لطیف " کا شیدا ہے کوئی کارنامہ نگاہ تفکر کے سامنے آیا اور طبیعت اڑ سے جاتی ہے خدا کرے جناب شاعر شیریں مقال (پنچ) کے خوبصورتوں میں نمون ۔ بگڑ جائیں ۔

راقم

ادبار خاکسار

مولانا پنچ کی نوٹ بک

قلمدان کی اوچھل کود

واہ بیل ذکر دا ۔ کر ہی گوں ۔ یہ تماشا دیکھ کر تو سنتے ہیں کہ اسمبلی میں سر راسل بلیکٹ تقریر کر رہے تھے آپ کی سرا تیز تقریر کا اثر دیکھیے کہ ایک ریورٹر کا قلمدان جا مار ہوکے جو اچھلا تو سر موصوف کے سر پر آ رہا ۔

تماشا ہے قلمدان پر اثر ہے سرجان کا

دوسری روایت یہ ہے کہ قلمدان نہیں ۔ ایک بیگ تھا جو کہ تقریر لطیف کی داد اور وہ بوسی کے اشتیاق میں بیٹھے لطیف ، اگر کمنگر سمیت پہنچے آرزو ۔ شوق شکیں تھا اگر خیر گزری چوٹ جھٹ سے اسر متصور ادا کر کے کہیں کی نیت بال بال بچا ۔

مسٹر چرچ ہال ہندوستان ٹائمز کے ریورٹر اس قلمدان یا بیگ یا چاہان کے تھیلے کے مالک ہیں ۔ اخباری کالموں میں بعض دیدہ شائع ہوئے ہیں جنکا مفہوم یہ ہے کہ لارڈ برکن ہیڈ نائب وزیر ہند کے الفاظ جو آج ہیں کہ مسٹر چرچ کے دل کی امنگ اعتدال سے زیادہ بڑھا دی تھی ۔ سر راسل بلیکٹ نے جو سائمن کمیشن کی حمایت میں ایک روز گولا برسایا تو کیا رسی سے وہ بچے رہے تو سنے سر ان بچاؤ بیگ یا قلمدان بھلا اس جوش کا مقابلہ کیا کرتا بک گیا جیسے دیوانگی ؂

بانداز کہ بلبل از قفس بوستان رفت
قلمدان بر سر راسل بلیکٹ پرواز رفت

اب معذرت ہے کہ ؂

اس دل بیتاب کی ساری خطا تھی میں نہ تھا
ہماری رائے ہے کہ معذرت صحیح ہے ؂

دلا ستم زدہ از من عالم سیاست

تاکہ پیچھے تو یہ لارڈ برکن ہیڈ کے نام کی تاثیر ہے جیسے لوگ بیچارے مسیحی کی میز میں ہو کر سر

ٹنکے سے سر باندھے رہتے، یہی کہتے ہیں۔

کیوں جی کیا اسی قلعے سے پھر آئے تھے؟

شاہی لشکر کا ایک جمعدار آدمی تھا لڑاکا، جس حمام میں جاتا حمامی کو چوری لگاتا۔ کبھی کہتا بیچنے والے نے نکال لیے، کبھی کہتا کہ کپڑے غائب ہو گئے۔ آخر تمام حامیوں نے ایکا کر لیا کہ یہ حضرت جب نہانے آئیں ترسیل کھیل کی طرح دور کر دیے جائیں۔ سو یہی ہوا، جہاں گئے وہاں سے نکالا گیا۔ آخر انھوں نے عادت چھوڑی۔ کئی حماموں کے سامنے توبہ کی کہ اب میں چوری نہ لگاؤں گا۔ حامی راضی ہو گیا۔ حضرت نے کپڑے، چادرے اور حمام خانہ سے حمام میں گئے۔ حامی کو دل لگی سوجھی تو اس نے ان کی تلوار پرتلے سمیت رہنے دی اور تمام کپڑے کہیں چھپا دیے۔ جب جمعدار صاحب غسل سے فارغ ہو کے نکلے تو کیا دیکھتے ہیں کہ دھیا ہے نہ تیا ہے نہ دستار ہے نہ شلوار ہے۔ ہے تو پرتلا ہے، تلوار ہے، خنجر آبدار ہے۔ منہ پر مہر کا چھپا لگا ہوا تھا۔ چوری لگاتے تو کس کو۔ شاہ تو قائل کر چکے۔ بیچارے نے پرتلا کمر میں ڈالا، تلوار لٹکائی، خنجر ہاتھ میں لیا، یکسینہ ور گرمتی بوضع فطری حمام خانہ میں ٹہلتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے: "اے بھائی حامی انصاف کرو۔ میں یہ نہیں کہتا کہ میری وردی چوری گئی، صرف اتنا پوچھتا ہوں کہ آج ثنائی حمامات علیٰ ہذا القیاس۔ کیوں بھائی میں تمہارے حمام میں ننگا ہی آیا تھا نہ؟"

ہندوستان کے حمام میں پھر بہ نیت شست و شو مسٹر جناح نے تشریف لائے اور ایک زائد ور ڈالنگ [illegible] کر بھی یا سرزنش کا الزام دیتے رہے۔ بولتے ہو، بال [illegible] ظالم ہو، بھوکے ہو، چور ہو، تم نے چوری [illegible] آخر کس نے کیوں اڑایا؟

[illegible] حامی بائیکاٹ پر آمادہ ہو گئے ہیں تاکہ یہ رابطہ بھی ہم پر خاک پر [illegible] لگائے۔ آج تک چمن ہند مزاد [illegible] نے بدشتی [illegible] پہننے کی قسم کھائی کل بیٹی والوں نے کاٹ کر [illegible] اٹھایا۔ پہروں [illegible]

معروضات انگلستان کے ترک پر قیمتی آسا چھائی [illegible] نیل کے بت پر تیغ تنا چھوی۔ پنڈت [illegible] ہونے کا سبق اہل ہند رفتہ رفتہ یاد کر رہے ہیں۔ جلیان والے باغ کے سانحے میں مسلمان [illegible] کامیاب ہو چکا ہے۔ مگر کیا افسوس ہے کہ ابھی تک آٹے دال پر کہ ہمیں پرانی تلوار لٹکا کے حمام میں ٹہلنا اور آج ثنائی حمامات علیٰ ہذا القیاس کہنا ہے۔ ہندوستانی حامیوں کو شست و شو کی اجرت کے علاوہ مزید انعام بھی درکار ہے۔

حکایت

سائل: حضور واسطے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کے مجھ بھوکے کا پیٹ بھرو، جیسے ثواب ہوگا۔

منعم: بچے پیغمبروں کا نام تم لو گے اتنے ہی روپیہ تمہیں ہم دیں گے۔

سائل: یہ کیا مشکل ہے۔ سنیے۔ آدم، شیث، نوح، ابراہیم، اسحٰق، یعقوب، موسیٰ، عیسیٰ، یوسف، ایوب، اسمٰعیل۔

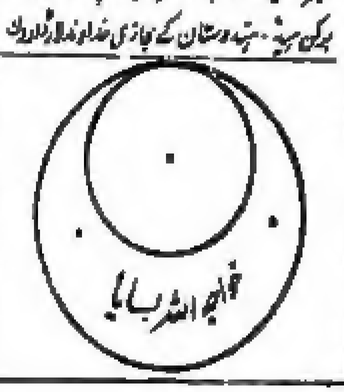
منعم: بس گیارہ ہی؟

سائل: نہیں حضور اور بھی ہیں۔ سوز، نمرود، مرزا، [illegible] شداد، قیاروس ۔۔۔۔۔۔۔۔

منعم: عجب کمبخت ہو، یہ بھی نبی تھے؟

سائل: بعضوں نے کیسے، انھوں نے تو خدائی کا دعویٰ کیا تھا۔ دنیا انھیں خدا مانتی تھی۔ آپ انھیں نبی کے طور پر بھی قبول نہیں کرتے؟

پنچ: واقعی دنیا کا عجب حال ہے۔ سائمن کمیشن کے ارکان وہ ہیں جنکی خدائی ہمارے دوستوں کے آگے کی بیان ہوئی ہے۔ سیکڑوں ہندوستانیوں کے بیچ دوست لارڈ برکن ہیڈ۔ ہندوستان کے مجازی خداوند لارڈ ارون۔



صادر کرتے ہیں۔ ابھی کونسل آف اسٹیٹ میں تو [illegible] شکست ہو چکی۔ مگر لیجسلیٹو اسمبلی اور انڈین نیشنل کانگریس کے بعض ضعیف الاعتقاد انھیں [illegible] ماننے پر بھی تیار نہیں۔

مسودہ خط برائے سائمن صاحب

ایک صاحبزادے نے پوچھا السلام کر خط کی جواب، قبلہ و کعبہ صاحب [illegible] بعد تسلیم کے واضح ہو کہ یہاں خدا کی عنایت سے ہر طرح خیریت ہے اور جناب قبلہ کی خیریت میں کوئی جدید [illegible] نہیں ہوئی، ہاں مگر کی جیت کرنے سے والدہ [illegible] مرحوم [illegible] جنت سے حاضر [illegible] روز [illegible] بھی [illegible] کی بالوں [illegible] ساری کا [illegible] بفضل خدا [illegible]

سائمن صاحب کو بھی ہم ایک ایسا ہی خط لکھنے کی صلاح دیتے ہیں۔ مسودہ حاضر خدمت ہے ؎

گر قبول افتد زہے عز و شرف

[illegible] بفضل خدا و جناب [illegible] استقبال [illegible] ہو گئی [illegible] صرف بمبئی میں [illegible] سنت ملامت کا شور کیا۔ اب [illegible] اسمبلی [illegible] لگانے کے قابل خیال نہیں کرتی۔ انڈین نیشنل کانگریس [illegible] آپ کو معلوم ہے [illegible] باقی حال خیریت ہے، خاطر جمع رکھیے۔

جلد ہوش آیا

[illegible] کے [illegible] ہیں۔ سنتے ہیں کہ آپ نے ایک سطر [illegible] کی [illegible] اخبار [illegible] خدمت [illegible] کی [illegible] گئی [illegible] نام [illegible] کے [illegible] ستاروں کی [illegible] چھپا [illegible] بیت [illegible] علامہ صاحب کہتے ہیں [illegible] ہے مگر [illegible] عشق کی [illegible] ہے [illegible] نہ [illegible] کے بعد بھی [illegible] نہیں کہا [illegible] عقل بھی [illegible] اپنے مرکز [illegible] ہے ؎

عشق از این بسیار کرد است و کند

غذائے روحانی

معدن النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پہ لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم [illegible]

[illegible] علم سینہ

کو

علم سفینہ بنا دیا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور ان کے گلے سے نقل کی ہوئی ٹھمریوں اور ہوریوں کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خان

[illegible] کے آخری یادگار تھے صدہا راگوں کی ٹھمریاں اور ہوریاں اس کتاب میں نقل کی گئی ہیں لطف یہ کہ اگر آپ سر گلے سے ادا کرنے پر قادر نہیں [illegible] سمجھ لینے کے بعد [illegible] اس کتاب میں لکھ دیے گئے [illegible] ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا [illegible] سے کام نکال سکتے ہیں [illegible] آپ کو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت کا نتیجہ اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایۂ ناز [illegible] ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ حصہ اول کی [illegible] فی جلد۔ محصول ڈاک ہر حال ذمہ خریدار۔

المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

لطف حیات کے استعمال کا بہترین زمانہ موسم سرما ہے۔ صفحہ ۱۰ و ۱۱ کے درمیان پشتی پر اشتہار ملاحظہ ہو۔